Registerd L. No 89

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۵۰) ہفتہ وار بروز جمعہ شائع ہوتا ہے ۱۳ دسمبر ۱۹۰۷ء جلد (۳۵)

گلدستۂ اخبار

زولولینڈ میں جنگی قانون رائج کیا گیا ہے نٹال کے دیسی باشندوں کی بغاوتانہ حالت کے سبب بہت اندیشہ ہے ان کے پاس میدان جنگ میں جانیوالے تیس ہزار آدمی ہیں اور بہتوں کے پاس بندوقیں بھی ہیں کیپ کی گورنمنٹ نے نٹال کی ایک رجمنٹ اور توپ خانہ اُن کے مقابلے میں بھیجنے کی خواہش ظاہر کی ہے پریسیڈنٹ روزولٹ نے اپنی ایک تقریر میں جاپان کے اپنے ساتھ دوستانہ تعلق کا اظہار کرکے بتلایا ہے کہ ۱۹۱۲ء میں جاپانی نمایش ہوگی اور جاپان اور امریکہ کے مابین تجارتی رشتے زیادہ مضبوط اور گہرے ہونگے شاہ سویڈن بیمار ہے اور اس کے ولیعہد کو ریجنٹ مشتہر کیا گیا ہے گورنمنٹ ہند بہت جلد سرکاری ملازم کے لئے پراویڈنٹ فنڈ کے متعلق وسیع تجاویز سیکرٹری آف سٹیٹ کی خدمت میں پیش کرنے والی ہے کنیڈا کے ایک ضلع بنام یوکان میں سونے کی بہت قیمتی کان دستیاب ہوئی ہے فی الحال کنیڈا کے باشندے وہاں کام کر رہے ہیں اور بہت سا سونا نکالا گیا

ہے ہندوستان کی چاء کے پورے کا استعمال چین میں دن بدن ترقی کرتا جاتا ہے چینی اپنی ملکی چاء کیساتھ ملاکر اس کو اور اور ملکوں میں بھیجتے ہیں امید کی جاتی ہے کہ کچھ عرصے میں ہندوستان کی چاء تمام دنیا کے بازاروں میں فروغ حاصل کرے گی ایک ہندوستانی نوجوان مسٹر پنالال بی۔ اے نے سینٹ جانس کالج کیمبرج میں اول درجہ کا انعام حاصل کیا ہے انہوں نے انڈین سول سروس کا امتحان اول درجہ میں پاس کیا محکمہ ریل کے ملازموں کی مانند محکمہ تار کے ملازم بھی کئی باتوں کی نسبت خوش نہیں ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ گورنمنٹ اپنی فیاض دلی سے متوجہ ہوکر ان کی شکایات رفع کرے ڈائریکٹر جنرل آف ٹیلیگراف نے ایک کنفرنس مقرر کردی ہے جس سے کچھ صلح کی امید پڑتی ہے الیسٹ انڈین ریلوے کے ملازمان مسٹر درنگ کے سرکلر سے تسلی پذیر نہیں ہوئے اندیشہ ہے کہ پھر سٹرایک نہ ہو جاوے مسٹر بے لال نے جو ضلع ساگر میں کہرائی کے منصف ہیں اپنے وکیل کی معرفت جی آئی پی ریلوے پر تین ہزار روپیہ ہرجانہ کا دعوٰے کرنے کے لئے نوٹس دیا ہے مسٹر لال اپنی بیمار بیوی جس کو وہ علاج کے لئے کہرائی سے لے جانا چاہتے تھے لے کر سٹیشن پر

پہنچے وہاں جاکر معلوم ہوا کہ گاڑی وقت سے آٹھ منٹ پہلے روانہ ہو چکی ہے نٹال فیلڈفورس زولولینڈ کی طرف روانہ ہوگئی ہے بلومفانٹن ہیری سمتھ اور سٹینڈرٹن سے بھی فوجیں روانہ ہونے کو تیار ہیں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جنرل بوتھا نے بھی اپنی خدمات پیش کی ہیں کانگڑہ کے سندر کے پھر قائم کرنے والی کمیٹی کے سیکرٹری نے رپورٹ دی ہے کہ ۲ دسمبر کو جبکہ دوپہر کے ۱۲ بجنے میں ۲۴ منٹ تھے زلزلہ کا ایک سخت دھکا محسوس ہوا۔ سب لوگ اپنے گھروں سے بھاگ کر باہر ہو گئے کسی قسم کا نقصان نہیں ہوا سٹیسٹمین کا لنڈنی نامہ نگار لکھتا ہے کہ مجھے معتبر ذریعہ سے معلوم ہے کہ مسٹر مورلے نے جوڈیشل واگیزکٹو محکموں کو ہندوستان کے خاص خاص ضلعوں میں علیحدہ کرنے کا حکم دیدیا ہے جو اسکیم ۱۸۹۹ء میں لارڈ ہوب ہوس و سر رچرڈ گارتھ وغیرہ نے پیش کی تھی اس کے مطابق عملدرآمد کیا جاوے زولولینڈ کی خبروں کے پوشیدہ رکھنے میں بڑی احتیاط کی جاوے گی اور فوجوں کی نقل و حرکت ظاہر نہ کی جاویں گی سٹیسمین کا بیان ہے کہ گورنمنٹ نے محکمہ ریلوے اور اس کے ملازموں کے مابین جھگڑوں کے طے کرنیکے لئے ایک مستقل ریلوے بورڈ مقرر

ایڈیٹوریل نوٹس

ہم نہایت خوشی سے اپنے ناظرین کو اطلاع دیتے ہیں کہ پادری ای۔ ایم ویری صاحب ڈی۔ ڈی جو رخصت پر ولایت تشریف لے گئے تھے واپس تشریف لے آئے ہیں اور بدستور سابق نور افشاں کے ایڈیٹر اور منیجر ہو کر اس ماہ کے شروع سے کام کر رہے ہیں ہم ناظرین کی طرف سے ڈاکٹر صاحب کو **خوش آمدید** کہتے اور **مبارکباد** دیتے ہیں ہمیں پورا یقین ہے کہ ڈاکٹر صاحب جو اس اخبار کے بانی اور مربّی ہیں اپنی کوشش بلیغ سے نور افشاں کو تمام ناظرین کے لئے مفید اور برکت کا باعث بنا دیں گے۔ ڈاکٹر صاحب کا یہی ارادہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو نور افشاں کو ایسے طور سے ایڈیٹ کیا جاوے کہ وہ مسیحیوں اور غیر مسیحیوں دونوں کے لئے بڑی برکت کا ذریعہ بن سکے گر وہ اور ان کا اسسٹنٹ اکیلے کچھ نہیں کر سکتے جب تک کہ ہندوستانی مسیحیوں میں سے وہ اصحاب جن کو خدا نے اپنے فضل سے صاحب قلم بنایا ہے اپنے عمدہ سے عمدہ مضامین اور نوٹوں سے ان کی امداد نہ کریں۔ وہ نور افشاں کو شخصی باتوں اور جھگڑوں سے بالکل پاک رکھنا چاہتے ہیں اور حتی الوسع اس قسم کے مضامین اخبار میں شایع نہ ہونے دیں گے وہ بڑے شکرگذار ہونگے اگر ہمارے مہربان نامہ نگار جیسا کہ پہلے ان کی ایڈیٹری کے زمانے میں مضامین و نوٹ ارسال فرمایا کرتے تھے اب بھی ارسال فرما دیں تاکہ اخبار فی الحقیقت مسیحیوں اور غیر مسیحیوں کے لئے مفید اور برکت کا ذریعہ بن سکے۔

ناظرین سے یہ امر بھی پوشیدہ نہیں ہے کہ موجودہ حالت میں نور افشاں اپنا پورا خرچ آپ ہی ادا نہیں کر سکتا اس کی نسبت بھی ڈاکٹر صاحب نور افشاں کے ناظرین کی مدد کے محتاج ہیں ان کا یقین ہے کہ اگر نور افشاں کا ہر ایک خریدار ۱۹۰۸ء کا اپنا چندہ پیشگی ادا کر دے اور اس کے ساتھ کوشش کر کے کم از کم ایک اور نیا خریدار بنا کر اس کا چندہ بھی دسمبر کے آخر تک بھیج سکے تو اخبار اپنی مالی حالت میں بہت کچھ بہتر ہو سکتا ہے اور زیر باری سے بھی سبکدوش رہے گا ہم ہر ایک ایسے خریدار کو جو کم از کم ایک نیا خریدار پیدا کر کے اس کی پیشگی قیمت ادا کر دیگا **گنجینہ اسلام یا ستیارتھ پرکاش درپن** میں سے جو وہ چاہے مفت انعام میں دیں گے ان کتابوں کا مفصل بیان ہم اس اخبار میں علیحدہ شایع کریں گے۔ قیمت ہر ایک کی ۸ر ۸ر آنہ ہے ہم نور افشاں کو کسی خاص فرقہ کا شخصی اخبار بنانا نہیں چاہتے بلکہ چاہتے کہ کل مسیحی جماعت اس کو اپنا اخبار سمجھے ہماری بڑی خواہش ہے کہ ہندوستانی مسیحی اس کو اپنا اخبار جان کر اس کی اشاعت کے بڑھانے میں ہر طرح کی سعی کریں گے ہمیں یقین ہے کہ اگر ناظرین دل و جان سے کوشش کریں تو اگلے سال سے اس کی اشاعت کا دوچند ہو جانا کوئی مشکل و انہونی بات نہیں ہے ہمیں کامل امید ہے کہ ہمارے ناظرین ہماری اس التماس پر توجہ کر کے کم از کم ایک ایک نیا خریدار پیدا کر کے ہماری امداد کریں گے۔

امریکن ٹریکٹ سوسائٹی کی طرف سے حال میں دو کتابیں شایع کی گئی ہیں اول **ستیارتھ پرکاش درپن** جس کے مصنف پادری جی۔ ایل ٹھاکرداس صاحب ہیں اس میں بڑی وضاحت اور خوبی کے ساتھ پنڈت دیانند بانی آریہ سماج کے تمام اعتراضوں کا جواب دیا گیا ہے کاغذ اور چھپائی عمدہ ہے ہر ایک مبشر کو اس کی ایک ایک جلد ضرور اپنے پاس رکھنی چاہئے ۲۰×۲۶ کی تختی پر ۲۹۹ صفحہ کی کتاب عام اردو حروف میں ۸ر آنہ کو بہت سستی ہے منیجر پرسبٹیرین مشن بک ڈپو لودیانہ سے ملسکتی ہے دوئم **گنجینہ اسلام** اس کے مصنف پادری ای ایم ویری ڈی ڈی صاحب ہیں یہ رومن اردو حروف میں اعلےٰ درجہ کے صاف کاغذ پر شایع کی گئی ہے اس کتاب کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے حصہ اول عرب میں عربیوں کا بیان اور حصہ دوئم میں محمد صاحب کی سرگذشت اور حصہ سوئم میں دین اسلام کا بیان اور حصہ چہارم میں دین اسلام کی تردید از روئے قرآن اور حصہ پنجم میں طریقہ بشارت بیان کیا گیا ہے تمام مبشروں اور مناّدوں کے لئے خاصکر ان کے لئے جن کو مسلمانوں میں کام کرنے اور ان سے گفتگو کرنے کا موقعہ ملتا ہے اس کتاب کو پڑھنا اور پاس رکھنا اشد ضروری ہے کتاب کی ضخامت کے رو سے قیمت برائے نام ۸ر فی کاپی ہے جو منیجر پرسبٹیرین مشن بک ڈپو لودیانہ سے ملسکتی ہے۔

سال رواں کا اب یہ آخری مہینہ ہے اور نیا سال نزدیک آگیا ہے۔ ریونجیکل الائنس کی طرف سے درخواست کی گئی ہے کہ تمام کلیسیائیں حسب معمول سال کا پہلا ہفتہ جو ۵ سے ۱۱ جنوری ۱۹۰۸ء تک ہوگا دعا میں خرچ کریں اس کے لئے ذیل کا پروگرام مقرر کیا گیا ہے۔

اتوار ۵ جنوری ۱۹۰۸ء۔ وعظ کے مضامین لوقا ۱۱: ۱ یوحنا ۱۷: ۱-۲۴ عبرانی ۴: ۱۶ اعمال ۴: ۳۱۔

پیر ۶ جنوری۔ شکرگذاری اور عاجزی ۹۵ زبور۔ ۱۰۰ زبور۔ دانیل ۹: ۳-۱۹۔ رومی ۷: ۱۸-۲۵۔ فلپی ۴: ۴-۹۔ یوحنا ۱: ۵-۱۰۔

منگل ۷ جنوری کلیسیا ۱۳۳ زبور یسعیاہ ۱: ۵-۷ یوحنا ۱۷: ۲۰-۲۴ افرنتی ۱: ۱-۱۰ افرنتی ۱۲: ۱۲-۲۷۔ افس ۴: ۱-۱۶

بدھ ۸ جنوری۔ قومیں اور ان کے حاکم۔ ۲ زبور ۴۰: ۱-۵ زبور امثال ۱۴: ۳۱-۳۵۔ یسعیاہ ۱: ۱۸-۲۰ متی ۱۱: ۲۰-۲۴ ۱ تمطاؤس ۲: ۱-۴

جمعرات ۹ جنوری۔ غیر ممالک کے مشن ۹۶ زبور یسعیاہ ۴۹: ۱-۱۲ متی ۲۸: ۱۶-۲۰ اعمال ۱: ۱-۷ اعمال ۱۱: ۱۹-۲۴ ۱ تسلنیقی ۱ باب

جمعہ ۱۰ جنوری۔ خاندان۔ درسگاہیں اور جوان اشخاص:

[illegible]

سی - ایم - ایس کے پادری ایچ - اے وائٹ بریخت صاحب پی - ایچ ڈی نے پنجاب یونیورسٹی کی سنڈیکیٹ میں یہہ تجویز پیش کی تھی کہ اس ملک کی دیسی زبانوں میں عمدہ اور مفید کتابوں کی اشاعت کا بندوبست کیا جاوے اُس جلسے میں جس میں یہہ تجویز پیش ہوئی حاضرین کی تعداد معمول سے زیادہ تھی - قریباً ہر ایک ممبر نے اس ضروری اور اہم تجویز کی نسبت اپنی دلچسپی ظاہر کی اور ایک صاحب نے ظاہر کیا کہ ان کتابوں میں سے جو آج کل تصنیف یا ترجمہ کی جاتی ہیں بہت سی ناقص اور سخت نقصان کرنے والی ہیں لیکن عمدہ اور مفید بہت کم شائع ہوتی ہیں اگر یونیورسٹی اس طرف متوجہ ہو اور ملک میں عمدہ اور مفید لٹریچر کے پیدا کرنے اور پھیلانے میں کوشش کرے تو اس ملک کو بہت فائدہ حاصل ہوگا - آخرکار فیصلہ کیا گیا کہ سنڈیکیٹ سے سفارش کی جاوے کہ وہ عمدہ عمدہ اور مفید کتابوں کے لئے جو اردو - ہندی یا پنجابی میں خواہ تصنیف یا ترجمہ کی جاویں نقد انعام دینے کا بندوبست کرے ہم ڈاکٹر صاحب کی اس تجویز کے ساتھ قطعی اتفاق کرتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ سنڈیکیٹ اس قسم کی کتابوں کے شائع کرانے کا جلد اور خاطر خواہ انتظام کرے گی اور اس قسم کی لٹریچر ملک کی حالت کے سدھارنے میں بڑی مددگار اور مفید ثابت ہوگی

شہنشاہ جرمن نے ایک موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ کسی سوسائٹی کی ترقی اور بہبودی کیلئے سب سے ضروری بات سچا مذہب ہے بغیر اس کے کوئی سوسائٹی ترقی نہیں کر سکتی اور نہ ہی اس کے شرکاء میں میل و یگانگت رہ سکتی ہے خوشی کی بات یہہ ہے کہ اس موقعہ پر شہنشاہ نے مذہب کے لفظ کی بھی تشریح کردی - اور بتلایا کہ یہہ یگانگت محض ہمارے نجات دہندہ خداوند یسوع مسیح کی شخصیت میں جس نے ہم کو اپنا بھائی کہا ہے حاصل ہو سکتی ہے ہماری قوم کا فرض ہے کہ اسی کی طرف تاکے اور اُس کے ساتھ یگانگت حاصل کرے اور اپنی قومی عمارت کو اُسی کے کلام پر مضبوطی سے تعمیر کرتی جاوے اگر وہ ایسا کریگی تو ضرور کامیاب ہوگی"

آج کل عموماً بادشاہ اور شہنشاہ اس قسم کی گفتگو نہیں کرتے لیکن اگر وہ وقتاً فوقتاً اس قسم کا ذکر کرتے رہیں تو ان کی رعیت کے لئے بہت مفید ہوگا اس میں شک نہیں ہے کہ اُن حاکموں کا جو خدا سے ڈرتے اور اس کی تابعداری کرنا چاہتے ہیں قوم پر بڑا اثر ہوتا ہے اور اُن کے وسیلے سے قوم میں اعلیٰ سے اعلیٰ کیرکٹر پیدا ہو جاتا ہے

کچھ عرصہ ہوا بنگال میں ایک کم سن لڑکے کو کسی جرم کی پاداش میں سزائے تازیانہ دی گئی اس پر بنگال کے اخبارات میں بہت کچھ لکھا گیا اور کہا گیا کہ کم سن بچے کو اس قسم کی سزا دینا خلاف قانون ہے اس امر کی طرف بنگال گورنمنٹ نے کلکتہ کے چیف پریسیڈنسی مجسٹریٹ کو حکم دیا ہے کہ ایسی حالتوں میں جہاں سولہ برس سے کم عمر کے مجرم کو سزائے تازیانہ دینا مناسب معلوم ہو تو یہہ سزا نیج کے طور پر جیل میں یا کچہری کے نزدیک کے احاطہ میں دی جاوے مجسٹریٹ کو کوشش کرنی چاہئے کہ سزا دلانے سے پیشتر کسی میڈیکل آفیسر کی رائے لیوے کہ آیا مجرم کو یہہ سزا دینا مناسب ہے یا نہیں - بینت مارنے سے پیشتر ایک پتلا سا کپڑا خاص دوائی میں بھگو کر مجرم کے بدن پر رکھ دینا چاہئے اگرچہ از روئے قانون زیادہ سے زیادہ تیس ضرب بینت کی سزا دی جا سکتی ہے مگر پندرہ بینت سے زیادہ کی سزا نہیں دینا چاہئے وہ بینت جو استعمال کیا جاوے ½ انچ قطر کا ہو مگر نابالغ مجرم کی حالت میں اس سے ہلکا بینت ہونا چاہئے جب ہتھیلی پر ضرب لگائی جاوے تو احتیاط کرنا چاہئے کہ مجرم کی ہتھیلی کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچے

فیکلٹی آف آرٹس نے کثرت الرائے سے سفارش کی ہے کہ ایم - اے کے لئے انگریزی کا کورس ایک سال کا کورس ہونا چاہئے اور بورڈ آف سٹڈیز سے التماس کی جاوے کہ وہ اس کے مطابق قواعد تیار کریں البتہ یہہ قواعد منظوری کے لئے سنڈیکیٹ اور سینیٹ میں پیش کئے جاویں گے آرٹس فیکلٹی نے یہہ بھی سفارش کی ہے کہ ایف اے اور بی - اے کے امتحانوں میں انگریزی سے ہندوستانی زبان میں ترجمہ کرنے کا ایک اور پرچہ بڑھایا جاوے

آخرکار یہہ فیصلہ ہو گیا ہے کہ انڈین نیشنل کانگرس کا اجلاس بجائے ناگپور کے صورت میں بڑے دن کے ہفتہ میں منعقد ہو تیاری کے لئے اگرچہ وقت بہت تنگ ہے تو بھی امید ہے کہ وقت سے پیشتر سب کچھ تیار ہو جائیگا ہم کو یہہ معلوم کر کے خوشی ہوئی ہے کہ اس سال حسب معمول انڈین انڈسٹریل کانفرنس بھی صورت میں ۲۳ دسمبر ۱۹۰۷ء کو منعقد ہوگی - احمد آباد کے دیوان بہادر امبالال سکرلال سابق چیف جسٹس بڑودہ اس کانفرنس کے میر مجلس ہونگے - ۲۲۰ لائق دیسیوں اور یورپینوں نے مضامین پڑھنے کا وعدہ کیا ہے اُمید ہے کہ یہہ کانفرنس ہمارے ملک کی بنائی ہوئی اشیاء کی تجارت کو فروغ دینے کا اعلیٰ وسیلہ بنے گی -

اس کے ساتھ یہہ بھی قرار پایا ہے کہ اس ہفتے صورت میں کل ہندوستان کی انجمن پرہیزگاری کی کانفرنس بھی منعقد کی جائے اور امید کی جاتی ہے کہ کلکتہ کے مشہور روزانہ اخبار کے بزرگ ایڈیٹر بابو نریندر ناتھ سین اس کے میر مجلس ہونگے ہندوستان جیسے ملک میں جہاں پہلے ہی سے لوگ افلاس کے بس میں ہیں شراب خوری کا بڑھتا جانا بڑا خوفناک اور مہلک ہے اگر نیشنل کانگرس پولیٹکل اصلاح پر زور دینے کے بجائے ملک کو شراب کی خوفناک برائیوں سے بچا سکے تو بہت بڑا کام کریگی اور اس سے ملک کی بہتری کے لئے بہت سا روپیہ بھی بچ رہیگا۔

دیدارِ الٰہی

یہہ انسانی روح کی سب سے اعلےٰ خواہش ہے وہ اس سے بڑھکر اور کچھہ حاصل ہی نہیں کرسکتا ہماری تمام خواہشوں کا لب لباب خدا کا دیدار ہے جب کوئی شخص خدا کے دیدار کو حاصل کرتا ہے تو اس کی روح جلالی ہو جاتی ہے اور وہ اس دنیا میں رہتے ہوئے بہشت میں پہنچ جاتا ہے۔

اگرچہ یہہ انسانی روح کی اعلےٰ ترین خواہش ہے لیکن ادنےٰ سے ادنےٰ آدمیوں میں بھی پائی جاتی ہے جہاں کہیں انسان پایا جاتا ہے وہاں ہم دیکھتے ہیں کہ اس میں خدا کے لئے زوردار بھوکھہ و پیاس موجود ہے جو کسی اور طرح سے مٹ نہیں سکتی کیونکہ یہہ روح کی جو خدا کی صورت پر پیدا کیگئی تھی ایک اصلی اور حقیقی صفت ہے۔

ایسے شخص میں جو از سر نو پیدا نہیں ہوا خدا کے دیدار کے لئے خواہش تو ہوتی ہے مگر وہ دبی ہوئی ہوتی ہے اس کے دل کے تمام میلان اور لگاؤ دنیاوی چیزوں کے ساتھہ ہوتے ہیں لیکن نئی زندگی یافتہ میں خدا کے لئے خواہش شعلہ زن کی جاتی ہے جب خدا کسی شخص کو از سر نو پیدا کرتا ہے اور اس پر اپنے تئیں ظاہر کرتا ہے تو اُس میں ایک ایسی خواہش پیدا کر دیتا ہے جو خدا کے زیادہ سے زیادہ مکاشفہ کے لئے ترستی رہتی ہے وہ جس نے ایک بار خدا کا دیدار کیا ہو اور زیادہ دیدار کے لئے بھوکھا ہو جاتا ہے کیونکہ دیدار سے مراد الٰہی پہچان ہے اور پہچان سے ہی برکت حاصل ہوتی ہے۔

دیدار الٰہی کی خواہش کے متعلق نوشتوں میں بہت سی مثالیں دی گئی ہیں مثلاً موسے پر نگاہ کرو۔ خدا نے ہر ایک چیز جس کی انسان خواہش کرسکتا ہے موسے کو بخشی تھی اس کے پاس دانائی، علم، دولت اور قوت سب کچھہ موجود تھا وہ خدا اور انسان کے نزدیک مقبول و دلپسند تھا۔ لیکن اس سے اُس کی تسکین نہیں ہوئی اس کی زندگی کی بڑی خواہش یہہ تھی "میں منت کرتا کرتا ہوں۔ مجھے اپنا جلال دکھا"۔

ایوب کی مثال لیجئے۔ وہ دیدار جو موسے کو حاصل ہوا کام کے واسطے ضروری تھا مگر جو دیدار ایوب کو ملا وہ **دکھہ اٹھانے** کے لئے ضروری تھا اس عجیب کتاب میں ایوب کی زوردار خواہش خدا کے لئے ہے جو کسی صورت میں سیر نہیں ہوئی جب تک کہ ایوب یہہ کہنے کے قابل نہ ہوا کہ "اب میری آنکھیں تجھے دیکھتی ہیں"

زبور کی کتاب کا مطالعہ کیجئے۔ اس کتاب کی تمام پکار خدا کے لئے ہی ہے مثلاً ۶۳ ویں زبور میں مصنف اپنی خواہش کا یوں اظہار کرتا ہے کہ "میری جان تیری پیاسی ہے اور میرا جسم خشک اور دھوپ کی جلی ہوئی زمین میں جہاں پانی نہیں تیرا مشتاق ہے تاکہ تیری قدرت اور تیری حشمت کو دیکھے جیسا کہ میں نے بیت قدس میں دیکھا ہے"۔

الٰہی دیدار جس کیلئے انسانی روح بھوکی ہوتی ہے تین طرح کا ہے

۱۔ **الٰہی قدرت کا دیدار**۔ خدا نے ایوب کو یہی دیدار عطا فرمایا تھا اس کی قدرت ایوب کے سامنے سے گذری اور اس کو وہ الٰہی قدرت دکھائی گئی جو خلقت کے کاموں میں ظاہر کی گئی ہے اس کو دیکھکر اس کی روح بھر گئی تھی (ایوب ۴۲: ۵)

۲۔ **الٰہی پاکیزگی کا دیدار**۔ یہہ یسعیاہ کو حاصل ہوا اُس نے خداوند کو ایک بڑی بلندی پر اور اونچے تخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا اور خدا کی چکاچوند کرنے والی پاکیزگی اس کی روح پر چمکی اور وہ بول اُٹھا۔ ہائے مجھہ پر میں تو برباد ہوا کہ میں ناپاک ہونٹوں والا آدمی ہوں اور نجس لوگوں کے درمیان بستا ہوں کیونکہ میری آنکھوں نے بادشاہ رب الافواج کو دیکھا۔ یسعیاہ ۶: ۵۔

۳۔ **الٰہی محبت کا دیدار**۔ یہہ موسے کو بخشا گیا جب موسے نے منت کی کہ "مجھے اپنا جلال دکھا" تو خداوند نے جواب دیا کہ "میں اپنی ساری نیکی کو تیرے آگے چلاؤں گا"۔ اس سے ظاہر ہے کہ وہ جلال جو موسے نے دیکھا الٰہی محبت کا جلال تھا۔ خدا کے اس دیدار کے لئے تمام سچے مسیحیوں کے دل بھوکے اور پیاسے ہوتے ہیں۔

روح کی یہہ بھوکھہ اور خواہش ایسی بھوکھہ اور خواہش ہے جس کو خدا سیر و آسودہ کرتا ہے

خدا کبھی کبھی اپنے تئیں چھپا تو لیتا ہے مگر آخر کار ایسی روح کو جو صبر کرتی ہے اپنے دیدار سے مالا مال کرتا ہے۔ اس نے کسی سے کبھی یہہ نہیں کہا کہ تم نے عبث میرے دیدار کی خواہش کی بلکہ اس نے یہہ کہہ کر کہ "میری طرف نگاہ کرو اور نجات پاؤ" یقین دلایا ہے کہ وہ اپنے تئیں ظاہر کرنا چاہتا ہے۔

انسانی روح کی اس خواہش کی سیری کے لئے اس نے یسوع کو جہان کے لئے بخش دیا ہے۔ تاکہ ہم خدا کو دیکھہ سکیں ضرور تھا کہ خدا مجسم ہو۔ کسی نے خدا کو کبھی نہیں دیکھا۔ اکلوتا بیٹا جو باپ کی گود میں ہے اس نے اس کو ظاہر کر دیا ہے"۔ اور اب وہ کہتا ہے کہ "جس نے مجھہ کو دیکھا ہے اُس نے باپ کو دیکھا ہے"۔ اور ہم کو یہہ بھی کہا گیا ہے کہ "دیکھو خدا کا برّہ"۔

اگر ہم الٰہی دیدار چاہتے ہیں تو ہمیں مندرجہ ذیل شرائط پوری کرنی چاہئیے۔

۱۔ ہم چٹان کی دراڑ میں چھپ جائیں

جب موسے نے اپنے تئیں چٹان میں چھپایا تو اس کو خدا کا دیدار کرنے کی جرأت ہوگئی جب تک کہ ہم یسوع مسیح میں جو زمانوں کی چٹان ہے خدا کے ساتھہ میل نہ کرلیں خدا کا دیدار ہو ہی نہیں سکتا۔ اس جہان کے خدا نے ان کے دل کی آنکھیں جو ایمان نہیں لاتے اندھی کردی ہیں۔ وہی آنکھیں خدا کا دیدار کرسکتی ہیں جن میں برّے کے بیش قیمت لہو کا انجن لگایا گیا ہے۔

۲۔ ہم صرف یسوع مسیح میں ہی خدا کو دیکھ سکتے ہیں
یہہ ایک غیر ضروری قاعدہ نہیں ہے۔ بعض دیندار یسوع مسیح کو صرف باپ کے پاس پہنچنے کا وسیلہ بنا کر استعمال کرتے ہیں ان کا کچھ ایسا خیال ہوتا ہے کہ باپ کے پاس پہنچکر وہ بیٹے سے آگے بڑھ جاوینگے کم و بیش ہر زمانے کے (Mediators) عارفوں کی یہی غلطی رہی ہے وہ لوگ جو اس قسم کی غلطی میں مبتلا ہوتے ہیں ظاہر کرتے ہیں کہ یسوع کی الوہیت کی نسبت انہوں نے نوشتوں کی تعلیم کو نہیں سمجھا خدا کا دیدار جس کی ہم خواہش کرتے ہیں یسوع کے جلال کا دیدار ہے ہم یسوع مسیح کے چہرے میں خدا کے جلال کو دیکھتے ہیں۔

۳۔ ہمیشہ ہماری آنکھیں خداوند کی طرف لگی رہیں۔ جس طرح سے اُس آنکھ کو جو ٹکٹکی لگا کر آسمان کے کسی خاص حصے کی طرف تکتی رہتی ہے ایسے ستاروں کا جو پہلے دیکھے نہیں گئے دیدار حاصل ہو جاتا ہے یا جس طرح سے کہ عکسی تصویر اتارنے والی پلیٹ پر جس پر دیر سے عکس پڑ رہا ہے کئی ایسے ستاروں کی تصویر آجاتی ہے جو پہلے بالکل دکھائی نہیں دیتے تھے اسی طرح وہ روح جو لگاتار خدا پر ٹکٹکی لگائے رکھتی ہے اس کے جلال کے اُس دیدار کو حاصل کر لیتی ہے جس سے وہ روح جس نے خدا کی طرف ٹکٹکی لگانا کبھی نہیں سیکھا بالکل محروم ہے۔
اگر یہہ شرائط پوری کی جاویں تو روح کی خواہش کی سیری ہو سکیگی خدا کا جلال آشکارا ہوگا۔ اور ہم اس کو دیکھ کر اس کی تعریف و ستائش کر سکیں گے۔

روح پر خدا کے دیدار کا اثر پانچ طرح کا ہوتا ہے

۱۔ اپنے تئیں ملامت۔ یہہ الٰہی قدرت کے دیدار کا اثر ہے جب ہم ایوب کی مانند خدا کی قدرت کو دیکھتے ہیں تو اپنے تئیں نفرت کرتے اور خاک و راکھ میں بیٹھ کر توبہ کرتے ہیں

۲۔ اپنے آپ پر واویلا۔ یہہ الٰہی پاکیزگی کے دیدار کا اثر ہے جب ہم کو خدا کا یہہ دیدار حاصل ہوتا ہے تو ہم یسعیاہ کی مانند اپنے پر واویلا کرتے اور اپنی اندرونی ناپاکی کو پہچان لیتے ہیں۔

۳۔ خاکسار و حلیم۔ یہہ الٰہی محبت کے دیدار کا اثر ہے جب ہم موسیٰ کی مانند خدا کا جلال دیکھتے ہیں تو سر جھکا کر سجدہ کرتے اور اس کی پرستش کرنے لگتے ہیں۔

۴۔ خداوند کی صورت میں ڈھلتے جاتے جب ہم خداوند کے جلال کو دیکھتے ہیں تو خداوند کی روح کے وسیلے جلال سے جلال میں اس کی صورت میں ڈھلتے جاتے ہیں

۵۔ سیری۔ خدا کی زیادہ سے زیادہ پہچان کی خوبی اور خوشی اور اس کے دیدار کی خوبی سے بڑا آنند اور سیری حاصل ہوتی ہے "میں جو ہوں صداقت میں تیرا منہہ دیکھونگا اور جب میں تیری صورت پر ہو کے جاگونگا تو میں سیر ہونگا"!

قانونِ صحت کے جاننے کی ضرورت

صحت ہماری زندگی کے مقبوضات میں سے سب سے عمدہ برکت ہے ہم اس کی قدر جیسا کہ چاہئے نہیں کرتے پر جب ہم اُس کو کھو بیٹھتے ہیں تو اس وقت اس کی قدر معلوم ہوتی ہے جب کسی خاندان میں کوئی باپ یا اس کا بیٹا جن پر کہ گھرانے کی وجہ معاش منحصر ہے بیمار ہو جاتا ہے تو اس وقت کی مصیبت کا خیال کرو وہ دکھ اور بے آرامی میں گرفتار ہوتا ہے اور ماں اور بچے اس کو دکھ میں دیکھ کر ناخوش اور مجبور و لاچار ہوتے ہیں ڈاکٹر اور اور باتوں کا خرچ علاوہ گھر کے خرچ کے سر پر پڑتا ہے اور بیمار آدمی کام کرنے سے لاچار ہو جاتا ہے اور آمدنی بند ہو جاتی ہے تمام خاندان فکر میں مبتلا ہو جاتا ہے بعض اوقات جبکہ کسی کی بیوی بیماری میں گرفتار ہوتی ہے تو تمام خاندان میں کیسی بے آرامی ہو جاتی ہے وہ گھر کے کاروبار کو انجام نہیں دے سکتی گھر میلا اور خراب ہو جاتا ہے کھانا اچھی طرح سے پکایا اور کھلایا نہیں جاتا۔ لڑکے بالوں کی اچھی طرح سے خبر گیری نہیں ہوتی ماں بیماری کے سبب سے بدمزاج اور بے آرام ہوتی ہے لڑکے بالے جھگڑالو اور آوارہ ہو جاتے ہیں اور عمدہ خبرداری کے نہ ہونے سے وہ بھی بیمار ہو جاتے ہیں اور نقصان اٹھاتے ہیں اس کے برعکس اس خاندان کا خیال کیجئے جس کے تمام شریک تندرست اور مضبوط ہیں اور کاروبار کی خوشی سے اپنا کام کرنے کے لئے جاتے ہیں اور بخوبی عمدہ طور سے اس کو انجام دیتے اور اچھی اجرت حاصل کرتے ہیں اور بخوشی گھر آکر آرام کرتے ہیں اور جو رو گھر کا کاروبار اچھی طرح سے کرتی ہے اور گھر کو صاف اور ستھرا رکھتی ہے عمدہ کھانا پکا کر کھلاتی ہے اور اپنے بچوں کی ایسی عمدہ طور سے خبر گیری کرتی ہے کہ وہ تندرست اور نیک اور خوش نوجوان ہوتے ہیں بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ بیماری اور صحت قسمت سے آتی ہے اور بیماری کے روکنے کے اور تندرستی اور سلامتی کے قائم رکھنے کے لئے ہم کچھ بندوبست یا تدبیر نہیں کر سکتے لیکن یہہ بالکل سچ نہیں ہے پر ہر آدمی اور عورت ان دونوں باتوں میں بہت کچھ کر سکتے ہیں اگر وہ تندرستی کے قاعدوں پر عمل کریں۔ اب اگر ہم ان قاعدوں پر عمل کرنا چاہیں تو اول ضرور ہے کہ ہم معلوم کریں کہ وہ کیا ہیں۔

خصوصاً ہم مستورات کو ان قاعدوں کو بخوبی سمجھنا اور صحت کے قانون کی پیروی کرنا نہایت ضروری ہے کیونکہ خاندانوں کی حفاظت ہمارے سپرد ہے اور کھانے کا بندوبست اور لڑکوں کا انتظام ہمارے ذمے ہے اور اگر ہم ان باتوں سے ناواقف ہیں تو ہم بہت سی غلطیوں کے سبب اپنے خاندانوں کو تکلیف میں مبتلا کرنے کا باعث ہونگی مجھے ایک ہندو خاندان کا حال معلوم ہے جس میں ایک ماں بچہ پیدا ہونے کے بعد بہت بیمار ہو گئی اور اپنے نوزاد بچے کو دودھ نہ پلا سکی وہ عورت جو اس کی خبر گیری کرتی تھی یہہ نہ جانتی کہ بچہ سوا دودھ وغیرہ نرم

خوراک کے اور کچھ ہضم نہیں کر سکتا اس کو (کارن فلور) کانجی کھلانے لگی بیچارے بچے کے پیٹ میں درد ہوا اور وہ جلد مر گیا اگر وہ عورت جانتی اور اس بچے کو گائے یا بکری کا دودھ پلاتی تو وہ شاید اب تک زندہ رہتا اس لئے نہایت ضرور ہے کہ ہم اچھی طرح سے سیکھیں کہ صحت کے لئے کیا کیا باتیں ضروری ہیں اور حتی المقدور ان کے حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

خاص چیزیں جو ہماری صحت کے لئے ضروری ہیں یہ ہیں۔ اچھی ہوا اچھی اور صاف خوراک۔ اچھی ورزش۔ اچھا آرام اور صفائی۔ اور بیماری کے خاص اسباب یہ ہیں۔ بُری ہوا۔ خراب یا کم زیادہ خوراک۔ ورزش کا نہ ہونا۔ آرام کا کھونا اور میلاپن۔

اب اس بات کے جاننے کے لئے کہ کس طرح سے ان کا اثر ہمارے بدنوں پر ہوتا ہے ضروری ہے کہ جسم کی بناوٹ کا کچھ بیان کیا جائے اور اس طریقے کا بیان بھی کیا جاوے کہ جس میں بدن کے اعضاء اپنا کام کرتے ہیں اب ذرا صبر سے سنو میں تم کو بتاتی ہوں کہ کس طرح سے ہمارے جسم بنے ہیں اور کس طرح سے وہ کام کرتے ہیں

ڈھانچہ۔ انسانی وجود کی ساخت ہڈی سے بنی ہے اور اس کو ڈھانچہ کہتے ہیں۔

کھوپری۔ ڈھانچے کی چوٹی پر سر یا کھوپری کی ہڈیاں ہیں تم پیٹھ کی ہڈیوں کا کچھ حصہ اور سر کی ہڈی کی چوٹی اور پیشانی اور چہرے کو دیکھتے ہو۔ پیشانی کے بیچ میں اور سر کی چوٹی اور گردن کے پیچھے ایک بڑا ہول یا سوراخ ہے اس میں بھیجا ہے چہرے کی ہڈیوں میں چار سوراخ ہوتے ہیں ان میں آنکھیں ناک اور منہ ہیں۔

ریڑھ۔ سر کے پیچھے سے دھڑ کے نیچے تک ایک لمبی ہڈی چلی جاتی ہے یہ پیٹھ کی ہڈی یا ریڑھ کہلاتی ہے یہ ۲۴ چھوٹی ہڈیوں سے بنی ہے وہ مُرمُری ہڈی سے ایسی بندھی ہوئی ہے کہ ریڑھ جھک سکتی ہے تم سب جانتے ہو کہ تم اپنی پیٹھ جھکا سکتے ہو۔ پیٹھ کی ہڈی سوراخ دار ہے اور اس میں ایک نس ہے جس کو ریڑھ کی نس کہتے ہیں جو بھیجے کے ساتھ ملی رہتی ہے آگے چلکر ہم اس نس کے استعمال کا ذکر کریں گے۔

چھاتی کی ہڈی۔ گردن کے سامنے ایک چپٹی ہڈی نیچے تک جاتی ہے یہ چھاتی کی ہڈی کہلاتی ہے۔

پسلیاں۔ تم ۲۴ ہڈیاں دیکھو گے جو کمان کی طرح خمدار ہیں ۱۲ ہر طرف نکلی ہوئی ہیں جو ریڑھ کی چھوٹی ۱۲ ہڈیوں سے نکلتی ہیں اور سب ملکر ۲۴ خمدار ہڈیاں بنتی ہیں وہ پسلیاں کہلاتی ہیں۔ اوپر کی پسلیاں جیسا کہ تم نس کی چھاتی کی ہڈی سے جڑی دیکھتے ہو ایک قسم کا پنجرا بناتی ہیں جس میں جسم کا نہایت ضروری عضو موجود ہے جس کا ذکر آئندہ آوے گا۔

گلوبند ہڈیاں۔ ان دو ہڈیوں کی طرف دیکھو جو چھاتی کی ہڈی کے اوپر کے سرے میں جڑی ہیں اور مونڈھے تک جاتی ہیں وہ گلے کی ہڈی کہلاتی ہیں۔

مونڈھے کا پٹھا۔ ہر ایک کندھے کی ہڈی کا ڈھانچہ سامنے گلوبند کی ہڈی سے بنا ہے مونڈھے کا پٹھا پیچھے پر اور اوپر کے بازو کی ہڈی ایک طرف ہے۔

بازو کی ہڈیاں۔ بازو میں تین ہڈیاں ہیں ایک اوپر کے بازو میں اور دو نچلے بازو میں۔ کاندھے پر ایک جوڑ ہے اور دوسرا اوپر والے اور نچلے بازو میں جس سے ہم اپنے بازو کو کاندھے اور کہنی تک موڑ سکتے ہیں۔

ہاتھ کی ہڈی۔ تم دیکھتے ہو کہ ہاتھ میں پہنچے کی ہڈیوں میں جو ہاتھ کی درمیانی ہڈیاں اور انگلیوں کی ہیں ہاتھ کے جوڑوں کو گنو اور تم ۲۷ سے کم نہ پاؤ گے جس سے ہم ہاتھ کو پہنچے اور انگلیوں اور انگوٹھے پر جگہ ہلاتے ہیں

ٹانگ کی ہڈیاں۔ ہر ایک ٹانگ میں تین بڑی ہڈیاں ہیں ایک ران میں اور دو نچلی ٹانگ میں ران کے اوپر ایک جوڑ ہے اور دوسرا ران کے درمیان اور نچلی ٹانگ میں ہے جس کے سبب سے ہم ٹانگ کو ران اور گھٹنے پر جھکا سکتے ہیں۔

پیر کی ہڈیاں۔ پیر میں گھٹنوں اور درمیان پاؤں اور انگوٹھے کی ہڈیاں ہیں اگر جوڑوں کو گنو تو ۲۶ ہوتے ہیں جیسا کہ ہاتھ میں ہیں جس سے ہم پیر کو گھٹنے اور انگلیوں پر ۱۵ جگہ ہلا سکتے ہیں تمام ملکر ۲۰۰ سے اوپر ہڈیاں انسانی جسم میں ہیں اور اب تم نے بہتوں کے نام اور جگہ کا حال معلوم کیا ہے۔

چھوٹے لڑکوں کی ہڈیاں نرم اور مُرمُری ہوتی ہیں اور اس لئے جلد ٹوٹ نہیں سکتی ہیں اس لئے تم دیکھتے ہو کہ لڑکے اکثر گر پڑتے ہیں اور مختلف کھیلوں میں کس طرح پیچ و تاب کھا سکتے ہیں اور پھر بھی اُن کی ہڈیاں نہیں ٹوٹتی تمام چھوٹے لڑکوں کی نرم ہڈیاں آسانی سے جھک جاتی ہیں لڑکوں کو اجازت نہ دینی چاہئے کہ وہ جلد چلیں جیسا کہ وہ اکثر کرتے ہیں اس سے ان کی ٹانگوں کی ہڈیاں ٹیڑھی ہو جاتی ہیں چھوٹے لڑکوں کو بالکل سیدھا بیٹھنا کھڑا ہونا اور چلنا سکھلانا چاہتے ہیں۔

کیونکہ اگر وہ جھک جاویں ریڑھ اور کاندھے کی ہڈیاں جھک جاویں گی اور جب وہ بڑے ہونگے وہ ہڈیاں سخت ہو جاویں گی اور ریڑھ اور کاندھے کی ہڈیاں جھکی رہینگی کیونکہ جیسا ہم بڑھتے جاتے ہیں ہماری ہڈیاں بھی سخت ہوتی جاتی ہیں اور وہ پھر جھک نہیں سکتیں۔ وہ بھربھری ہوتی جاتی ہیں اور آسانی سے ٹوٹ سکتی ہیں اس لئے جب کہیں ایک بڑا آدمی گر پڑتا ہے تو اس کی ایک یا زیادہ ہڈی ٹوٹ جاتی ہے۔ راقم مسز برینڈر

اخبار برٹش میڈیکل جنرل رقمطراز ہے کہ اگر انگور کو مندرجہ ذیل ترکیب کھایا جائے تو بھوک بڑھتی اور قوت ہضم ترقی کرتی ہے اسے بیچ میں سے دو ٹکڑے کرو پھر بیج اور اس کے ارد گرد کا سفید گودا نکال ڈالو اور کھدوا اس گودے کی جگہ شکر بھر دو



مراسلات

سہارنپور سمنری میں ایک لکچر
گذرے ہوئے ہفتے میں جناب

پادری تھمانی ایل ریم داس صاحب لودیانہ سے یہاں تشریف فرما ہوئے آپ لودیانہ چرچ کے پاسبان ہیں۔ امید کہ جملہ ناظرین آپ کے نام نامی اور اسم گرامی سے نامحرم اور آشنا نہ ہونگے۔ جس خدمت پر آپ تشریف فرما ہوئے وہ ایک لکچر دربارہ خادم الدین تھا جو سمنری کے طلباء کو دینا تھا جو ۲۰-۲۱-۲۲ نومبر ۱۹۰۷ء کو دیا گیا۔

اس موقعہ پر آپ نے حسب المعمول اپنے کل مضمون کا ایک نقشہ بنایا ہوا تھا جس کے جدا جدا حصے کاغذ کے پرزوں کی چسپانی سے کتوم تھے اور مرۃً نوبت بہ نوبت کاغذی لباس کا نقاب اُتار کر اپنے جمال کے دیدار سے محظوظ کرتے تھے آپ کے نقشہ کا خاکہ حسب ذیل ہے۔

خادم الدین

بلاہٹ۔ خدا سے۔ روح القدس سے۔

نام۔ امانت دار۔ ایلچی۔ خدمت گذار۔ خدا کے بھیدوں کا مختیار کار۔ مٹی کا باسن۔

صفات۔ پاک۔ فروتن۔ صابر۔ بے الزام۔ بے غرض دائم۔ جانفشاں۔ نفس کش۔ منصف۔ پرہیزگار۔ مسافر دوست کام میں مستعد۔ فضل میں مضبوط۔ تعلیم میں قادر۔ کلام میں ماہر ہوشیار۔ گھر کا منتظم۔ لوگوں کا دوست۔ نمونہ۔ وعاگو

کام۔ جو نہ کرے۔ کلیسیا پر خداوندی۔ لالچ۔ جھگڑا۔ دغابازی۔ خوشامد۔ بزدلی۔ شراب خوری۔ مشہور کرنا اپنا کام

فرائض۔ جماعت کی نجات ڈھونڈے۔ کلیسیا کو چرا دے تعمیر کرے۔ جان کے لئے بیدار۔ لوگوں کے لئے دعا لوگوں کو ایمان میں مضبوط کرے۔ تعلیم و نصیحت دے محبت سے جتا دے۔ ملامت کرے۔ تسلی دے۔ مخالفوں کا منہ بند کرے۔ اچھی لڑائی لڑے۔ سختی اٹھائے۔

منادی۔ مسیح مصلوب کی۔ توبہ و ایمان کی۔ مطابق کلام بغیر اپنے اظہار کے۔

کس طرح۔ سچائی۔ دلیری۔ سلیس عبارت۔ سرگرمی۔ ہوشیاری۔ نیک نیتی۔ محبت سے۔ ممکن ہو بلا معاوضہ۔

جماعت۔ رسول سمجھے۔ تعلیم قبول کرے۔ نمونہ پر چلے ایمان کی پیروی کرو۔ عزت کرو پیار کرو۔ دعا مانگے۔ خوشی کا باعث ہووے۔ مدد کرے۔ پرورش کرے۔

آپ نے الگ الگ مضامین کے مختلف حصص ترتیب وار پیش کئے اور ان کا مفصل بیان کیا چونکہ نور افشاں میں جگہ کی قلت آپ کے کل بیان کے اعادہ کی مانع ہے لہٰذا چند ایک باتیں جن پر بزرگ پادری صاحب موصوف نے زیادہ زور دیا اور جو افادۂ عامہ کا حکم رکھتی ہیں بدیہ کی جاتی ہیں چنانچہ پہلا بڑا مضمون آپ نے کام کے عنوان کے ماتحت تقسیمات دغابازی اور بزدلی پر زور دیتے ہوئے سمنری کے طلباء کو ان عیوب سے متنبہ کیا اور مختلف شخصوں کی مثالیں دے کر تنبیہ کی کہ ان سے سراسر پاک ہونا ضروری ہے۔

دوسرا بڑا مضمون پرہیزگاری کا تھا اس کے ضمن میں آپ نے چند باتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ یہ چیزیں۔ اگرچہ فی نفسہ بری نہیں مگر ضروریات سے متجاوز اور کلفیات میں داخل ہیں۔ مثلاً حقہ نوشی۔ چاء نوشی۔ اور پان خوری ان میں سے آپ کا خاص زور حقہ نوشی پر تھا یہاں پر آپ نے فرمایا کہ اس سے سوائے اسراف زر کے اور کچھ حاصل نہیں کیا وہ روپیہ کسی بہتر خدمت میں لگایا نہیں جا سکتا؟ آپ نے مثال کے ذریعے سمجھایا کہ اگر کوئی ایک ماہ میں چار آنہ کا تمباکو پھونکے تو وہ ایک سال میں تین روپیہ پھنکتے ہیں کیوں یہ تین روپیہ سالانہ کسی اور روحانی خدمت میں خرچ نہ کئے جائیں علے ہذا چاء اور پان کا روپیہ اس کے ساتھ ہی آپ نے سادہ رہائش پر بھی بڑا زور دیا جس میں دو باتیں غذا اور پوشاک شامل ہیں۔

تیسرا بڑا مضمون خدمت بلا معاوضہ ہے اس پر آپ نے دوسرے لوگوں کی نظیریں اور مثالیں دے دے کر خدمت بے مزد کی ضرورت پر بڑا زور دیا لا ریب یہ مضمون آج کے زمانے کے کیا؟ بلکہ ہر زمانے کے مناسب حال اور فائدہ عامہ کا متقضی ہے لہٰذا ہم بڑے ادب و عاجزی سے اپنے مہربان پادری صاحب کی خدمت والا میں عرض گذار ہیں کہ جس طرح آپ نے ہماری سمنری کے طلباء کو اس بیان سے مستفید فرمایا پبلک کو بھی اس نعمت اکبر سے محروم نہ رکھیں ہم آپ سے بذریعہ نور افشاں یا دیگر مسیحی اخبار کے اس پر مزید سننے کے متوقع اور مشتاق ہیں۔

ایک بات اور رہی جاتی ہے جس کو اگر ایک سنہلا قانون کہیں تو بجا ہے بلکہ سارے لکچر کا خلاصہ کہیں تو روا ہے یعنی دنیا مقابلہ چاہتی ہے پس خادم الدین کا نمونہ ایسا ہونا چاہئے کہ قابل تقلید ہو اور مذکورہ بالا تمام صفات سے متصف لازم ہے کہ خدا کا خادم خصوصاً مسافر پروری کو نہ بھولے کیونکہ اس سے کئی آدمیوں نے بن جانے فرشتوں کی مہمانی کی ہے۔

آخر میں یہ دعا ہے کہ خدا آپ کی خدمت پر اپنی برکت نازل فرمائے اور آپ کو زیادہ خدمت کی توفیق اور فضل عطا کرے۔

الراقم یوحنا خان از سہارنپور سمنری۔

نئی اور پرانی تعلیم

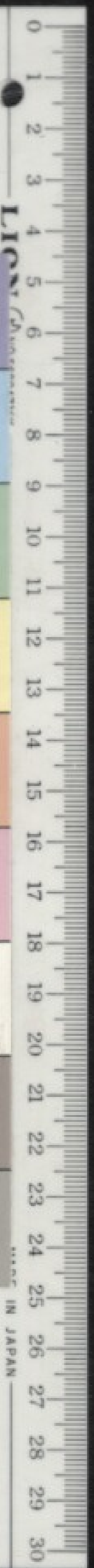
یہ مضمون رسالہ مخزن لاہور سے نقل کیا جاتا ہے جو مسٹر منوہر لال صاحب ایم۔ اے کیمبرج کے مشہور گریجوایٹ اور کپورتھلہ رندھیر کالج کے لائق پرنسپل نے

اڈیٹر رسالہ مذکور کو بھیجا اور جسے کالج مذکور کے قابل پروفیسر مولوی محمود علی صاحب مولوی فاضل نے کالج کے ایک جلسے میں پڑھا تھا۔

حضرات میں پُرانی طرز کا تعلیم یافتہ ہوں جس طریق تعلیم سے اس طریق تعلیم کے آخری زمانہ میں مجھے فیضیاب ہونے کا موقع ملا ہے اس میں جہاں تک میں نے دیکھا ہے استاد کی طرف سے کسی قاعدہ اور روش کی پابندی ضروری نہیں سمجھی جاتی تھی اساتذہ مختلف اطوار اور مختلف مزاج کے بزرگ ہوتے تھے اور کسی خاص کمال کے سبب جس کو عوام الناس پسند کرتے ہوں مرجع خلایق ہو جاتے تھے اور طلبا نہ کسی جبر و تشدد نہ کسی لالچ اور طمع سے بلکہ محض اپنے دلی شوق سے جس قسم کے کمال کو حاصل کرنا چاہتے تھے اسی قسم کے صاحب کمال کی طرف سر کے بل دوڑتے تھے اور بصد آرزو استاد کی آستان بوسی کو اپنی سعادت سمجھ کر اس کے آگے زانوے تلمذ تہ کرتے تھے اور استادوں کا یہہ عالم ہوتا تھا کہ وہ اکثر اوقات شاگردوں کے ہجوم سے گھبراتے تھے اور کبھی کج خلقی سے اور کبھی کسی حیلہ بہانہ سے اس بھیڑ کو اپنے پاس سے ہٹانا چاہتے تھے مگر طلبا جو طلب صادق رکھتے تھے ان کی کج خلقی کو طریانہ ادا سمجھتے تھے اور اُن کی نازبرداری کرتے تھے اور تمام تمام دن کی خدمت گذاری کے بعد اُستاد سے ایک نکتہ کا حاصل کرنا اپنی عرقریزی کا کافی معاوضہ سمجھتے تھے اس مجلس میں یہہ ضروری نہ ہوتی تھی کہ استاد علاوہ علمی نکات بیان کرنے کے طلبا کے اطوار کو بھی دیکھتا رہے اور اُن کی توجہ اپنی طرف منعطف کرنے کے لئے اور انہیں کھیل کود یا غفلت سے باز رکھنے کے لئے نظر کو ہر طرف دوڑائے یا مختلف سوالوں سے یا چشم نمائی سے طلبا کو سبق کی طرف متوجہ کرے وہاں تو میں نے اکثر بلکہ ہمیشہ وہی نقشہ دیکھا ہے جسے عربی ضرب المثل میں کانّہٗ علےٰ راسھم الطیر" سے تعبیر کرتے ہیں یعنے سب اس انداز سے بیٹھے ہوتے تھے کہ وہ بالکل جسم بے جان ہیں اور اُن کو بت سمجھکر وحشی پرندے ان کے سر پر آ بیٹھے ہیں اُستاد کی تقریر کا ایک لفظ بھی ان کے کان تک نہ پہنچے تو اُسے ماں باپ کے ماتم سے زیادہ حسرتناک سمجھتے تھے اور اس کا ایک فقرہ بھی اگر نہ سمجھیں تو اُسے اپنی موت سے ناگوار جانتے تھے استاد گھبرا کر اُن کو دفع کرنا چاہتا ہے اور وہ اس وقت بھی ہمہ تن گوش ہیں کہ خفگی میں جو الفاظ استاد کی زبان سے نکل رہے ہیں شاید ان میں بھی کوئی علمی نکتہ موجود ہم حاصل کر سکیں۔ استاد کسی مشکل مسئلہ کو حل کرنے میں محو ہو رہا ہے اور وہ لوگ استاد کے سوالوں کا انتظار کرنے کے بغیر خود ہی مختلف اعتراض اور ہر پہلو پر سوال کر کے اس مسئلہ کو ذہن نشین کر رہے ہیں اُستاد وقت مقررہ پر اپنی مسند ارشاد پر جلوہ افروز نہیں ہوا مگر شاگرد وقت سے بہت پہلے موقع مناسب اور مسند کے قریب جگہ لینے کے لئے ایک دوسرے پر پیش دستی کر رہے ہیں استاد کسی دن سبق ملتوی کرنے کے لئے حکم دیتا ہے اور وہ اس خبر بد کو اس حسرت سے سنتے ہیں گویا اُن کی خانمان بربادی کی اطلاع ہے۔

صاحبان وہ لوگ اکثر یہہ قاعدہ مقرر کر لیا کرتے تھے کہ جو شاگرد سب سے پہلے حاضر جماعت ہو سبق پڑھنے کا فخر پائے اور باقی طلباء سنتے رہیں اس پر اکثر پیش آیا ہے کہ کوئی شوقین طالب علم رات ہی کو استاد کے دروازہ پر آ کر زینے پر لیٹ رہا ہے کہ دروازہ کھلتے ہی اندر داخل ہو اور سب سے پیشتر آنے کے عزت پائے اُن کے ہاں رجسٹروں میں نام لکھنے اور وقت پر پکارنے اور غیر حاضری پر جرمانہ کرنے کا دستور نہ تھا گر طالب علم ہو اور وقت پر نہ آئے اس مضمون کے لئے اُن کے دماغ میں جگہ ہی نہ تھی اس زمانہ میں یہہ سخت احتیاط اور نہایت پابندی کے ساتھ امتحان لینے اور سارٹیفکٹ دینے کا رواج نہ تھا مگر پڑھنے والا اُستاد سے پڑھے اور نالائق رہے ایسے جانور کا وجود ہی عنقا تھا حضرات! آپ کو اپنے علوم جدیدہ اور تحقیقات بلیغہ مبارک ہوں اُس زمانے والے ان سے ناآشنا تھے اور اس زمانے کی برکتوں سے بے شبہ محروم تھے مگر اس طرز تعلیم اور اس طلب صادق کا یہ اثر یقیناً قابل رشک ہے کہ وہ لوگ جو کچھ بھی سیکھتے تھے اُس کے سیکھنے والوں میں فی صدی ایک سچے معنوں میں عالم و فاضل کہلانے کا مستحق نہ ہو تو نہ ہو مگر آپ کے گریجوایٹوں میں معاف کیجئے گا۔ اگر یوں کہ برعکس فی صدی ایک "بیچلر آف آرٹس" یا ماسٹر آف آرٹس" کا خطاب پانے کا حقدار ثابت ہو گا اُس زمانہ میں اگرچہ کم مگر پھر بھی ہر دور میں ایک یا چند علامہ یا محقق کا درجہ ضرور حاصل کرتے تھے مگر آپ کی تعلیم میں اپنے فن کا ایسا ڈاکٹر جو اجتہاد کا رتبہ رکھتا ہو کم از کم اس انڈیا میں تو آج تک غالباً کوئی نہیں نکلا۔

حاصل کلام اس طرز تعلیم کا زمانہ کمال تو میں نے دیکھا نہیں مگر جو کچھ بھی میں نے دیکھا ہے اس کا مقابلہ موجودہ حالت سے کرتے ہوئے میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے اپنی حالت پر بے حد افسوس ہوا کرتا ہے کہ دائے قسمت ہماری عمر ہمیشہ نازبرداری ہی میں گذری طالب علمی کے زمانے میں اُستاد ملے تو پرانے زمانہ کے ملے اور جب خود اس درجہ پر پہنچے جس پر ان لوگوں کو دیکھ کر عزت و توقیر کا خیال دل میں جاگزیں ہوتا تھا یعنے اُستاد بنے شاگرد تو اس بیسویں صدی کے ملے جو ناز اٹھانے کے بجائے ہم کو ہی نازبرداری پر مجبور کرتے ہیں وہاں وقت پر اُستاد کا شوق سے انتظار کیا جاتا تھا اور اس کے برآمد ہونے کو عید کا چاند سمجھا جاتا تھا اور یہاں ہم کو وقت سے پہلے حاضر ہونا ہوتا ہے کہ گھنٹہ بجتے



ہی کمرہ میں موجود ہوں ورنہ شاگرد ہماری غیر حاضری کو عید نوروز سمجھ کر تعطیل کیلئے ایک معقول بہانہ پیدا کرلیں گے وہاں علم کو علم کے لئے پڑھتے تھے اور استاد کی ہر ایک آواز کو ندائے ہاتف سمجھ کر ہمہ تن گوش رہتے تھے اور یہاں مدرسہ کی حاضری کو قید بے زنجیر جان کر طلباء کی یہ خواہش رہتی ہے کہ ہماری نظر خطا کرے اور وہ باہم ہنسی مذاق اور دنگا فساد شروع کردیں وہاں سب کی نظر اُستاد کے چہرہ پر رہتی تھی اور خود سوال کرکے اس کو مسئلہ کے حل کرنے میں مدد دیتے تھے اور یہاں ہم کو تقریر کرتے ہوئے سب کی طرف نظر رکھنی پڑتی ہے ان کو دنگا اور فساد سے روکنا پڑتا ہے وہ چاہتے نہیں مگر جبراً اُن کے کانوں تک آواز کو پہنچایا پڑتا ہے اور انکی توجہ اپنی جانب پھیرنے کیلئے طرح طرح کے سوال کرنے پڑتے ہیں قسم قسم کے بہروپ بھرنے پڑتے ہیں ابھی کرسی پر بیٹھے ہیں ابھی لٹو کیطرح چھکر کرکے دوسری طرف جا کھڑے ہوئے کبھی میز پر ٹیک گئے ہیں اور کبھی بورڈ سے لٹک گئے غرض اس زمانہ میں ایک لایق اُستاد کو بلا تشبیہ وہی کام کرنا پڑتا ہے جو تھیٹر میں ایک ایکٹر کرتا ہے اور سب باتوں سے غرض یہ ہوتی ہے کہ یہ چند آرام طلب آزاد مزاج جنکو غلطی سے طالبعلم جیسے معزز خطاب سے پکارا جاتا ہے اوکسیطرح نہیں تو استاد کی حرکات کو دیکھنے کیلئے اسطرف نظر کریں اور استاد ان کی اس نظر عنایت سے فایدہ اٹھا کر کسی دلکش طرز بیان سے جو جادو بھرے نغمۂ سرود سے مشابہ ہو یا خوشنما تحریر سے جو بورڈ پر ایک خوبصورت گلدستہ کا شبہ ڈالے وہ مضمون جو طلباء کے نزدیک اپنی خشکی اور ناگواری میں جیل کے مشقت سے کم نہیں یہ میں مانتا ہوں کہ تعلیم کو عام کرنا اور ہرکس وناکس کو علم وہنر کی چاشنی سکھانا جس کی آجکل ہر طرف کے ساتھ چیخ پکار ہو رہی ہے وہ غرض موجودہ حالت میں اسی طرح حاصل ہو سکتی ہے کہ ان نانان میں تیرا بہان بنکر یہ امرت پھل زبردستی لوگوں کے حلق میں ٹھونسا جائے مگر حضرات سچ پوچھئے تو یہ لوگ جو کیسے محض چٹبرا

کا دتخطی بالشت بھر کا کاغذ لینے کے لئے بادل ناخواستہ مدرسہ میں آتے ہیں ان کو پڑھا کر آپ نے علم کا دعوٰے کرنے والے بیشک بہت بنا دیئے لیکن جس کا نام علم ہے اس کے جاننے والوں کی تعداد اب بھی اگر ہوگی تو اسی قدر ہوگی جتنی اس اشاعت علم کا ڈھول بجانے سے پہلے تھی۔

خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا میں جو بات پہلے کہہ رہا تھا وہ یہ تھی کہ جہاں گذشتہ زمانہ میں صرف مسئلہ کو واضح تقریر سے بیان کردینا ڈیوٹی ادا کرنے کے لئے کافی سمجھا جاتا تھا وہاں اب علاوہ اس کام کے استادہی کو یہ سب جھگڑے بھی مول لینے پڑتے ہیں۔ قصہ کوتاہ آج کل کے تعلیمی دنیا بلکہ اس کا تمام نظام شمسی اُس دنیا سے بالکل نرالا ہے جس میں پرورش پانیکا مجھے موقع ملا جو لفظ ہمارے اس لکچر کا عنوان مقرر کیا گیا تھا وہ لفظ "ڈسپلین" تھا ہمارے صاحب پریسیڈنٹ نے اس کا ترجمہ لفظ نظام سے کیا ہے اور نظام کا لفظ آفتاب اور اس کے متعلقہ سیاروں کی ترتیب پر بھی بولا جاتا ہے اس لئے میری دوڑ دیکھئے کہ نظام سے نظام شمسی کا خیال آیا اور نظام شمسی کے خیال سے اس کے بعض نظایر میری آنکھوں کے آگے پھر گئے میں نے غور کیا تو مجھے بہت سی باتیں نظام شمسی اور نظام مدرسہ میں مشترک نظر آئیں نظام شمسی میں ہزاروں سیارے ایک خاص ترتیب اور پابندی کے ساتھ اپنے مرکز یعنے آفتاب کے اردگرد جمع رہتے ہیں نظام مدرسہ میں بھی طلباء کی ایک تعداد کو استاد کے آس پاس رہنے کے لئے ایک خاص انتظام اور ترتیب کی ضرورت ہے نظام شمسی کا ہر ایک سیارہ اپنی قوت ہاربہ سے آفتاب سے دور جانا چاہتا ہے اور آفتاب اپنی قوت جاذبہ سے ان کو اپنی طرف کھینچتا رہتا ہے اور اس طرح دو کی بالمقابل طاقتوں کا اثر ان کو دوری بیضوی حرکت

بخشتا ہے جس سے کبھی وہ آفتاب کے قریب آتے ہیں اور کبھی نسبتہً دور چلے جاتے ہیں یہاں بھی طلباء کی خواہش آزادی اور استاد کی طرف سے ضابطہ کی پابندی دائمی آمدورفت کو سلسل قایم رکھتی ہے نظام شمسی میں آفتاب کے قوت جاذبہ یوماً فیوماً غالب آتی جاتی ہے اور سیاروں کو تبدریج اپنی طرف کھینچتی جاتی ہے اور نیز لارڈ کیلوں کی تھیوری کے مطابق آفتاب کی حرارت خرچ ہوتے جانے کے سبب وہ خود بھی سکڑ جاتا ہے تو یہاں بھی ضابطہ کی پابندی دن بدن سخت ہو رہی ہے اور طلباء خصوصاً کالجیٹ طلباء کے بود و باش اور پرائیویٹ سٹڈی کے آزادی کو تبدریج کم کیا جاتا ہے اور نیز دوسری طرف بھی ضابطہ کی پابندی استاد کی ذمہ داریوں کو بڑھا کر ان کی دماغی طاقتوں کو حرارت آفتاب کی طرح زیادہ خرچ کرتی جاتی ہے وہاں آفتاب اپنے سیاروں میں حرارت اور حرارت کے وسیلہ روشنی تقسیم کرتا ہے جس پر ان کے تمام مظاہر خلق وایجاد منحصر ہیں یہاں استاد اپنے طلباء میں علم اور علم کے وساطت سے عقل پیدا کرتا ہے جس پر ان کی ہر طرح کی ترقی موقوف ہے وہاں کبھی آفتاب میں داغ پیدا ہو جانے سے سیاروں کے موسمی آثار میں بہت کچھ اختلاف پیدا ہو جاتا ہے اور آفتاب کے داغوں کا سبب سیاروں اور سیاروں کے رہنے والوں کے اختیار سے باہر ہے کیونکہ وہ بہت کچھ آفتاب سے پرے کے دیگر نظام ہائے شمسی اور دوسرے عوالم کے اثر پر موقوف ہے یہاں بھی بعض اوقات استاد کے دماغ میں ناگوار کج خلقی یا غیر معمولی ضعف پیدا ہو جانے سے طلباء کی علمی رفتار میں بہت بڑا تفاوت آجاتا ہے اور اس نقص کو دور کرنا اس نظام میں رہنے والوں یعنے طلباء کے اختیار سے باہر ہوتا ہے کیونکہ یہ بھی بیشتر نظام مدرسہ سے بالاتر طاقتوں

اور دیگر تعلقات بیرونی کا اثر ہوتا ہے غرض جس طرح آفتاب اور اس کے متعلقہ سیاروں کا باہمی انتظام خوبی کے ساتھ جبھی تک قائم رہ سکتا ہے کہ اس نظام کا ہر ایک جزاپنے موقعہ مناسب پر کام کرے اسی طرح نظام مدرسہ کی عمدگی بھی اس کے ارکان اور ارکان کے ہر ایک طاقت کے مناسب عمل پر موقوف ہے۔

گرحضرات نظام شمسی اور نظام مدرسہ کی مشابہت ناقص رہجائے گی اگر میں ایک خاص "فنامنن" مظہر کا ذکر نہ کردوں جو دونوں میں مشترک اور نظام پر بہت بڑا اثر کرنے والا ہے آپ نے نظام شمسی کے ایک بڑے رکن یعنے دم دار ستاروں کو دیکھا اور ان کے حالات کو پڑھا ہوگا کہ ان کی حرکت دیگر سیاروں سے بالکل جداگانہ ہے اور ان کا مدار حرکت اگرچہ "پیرابولا" بالشکل تسبیح ہوتی ہے یعنے ان کے خط رفتار کو اس تسبیح یا مالا سے تشبیہ دیجاسکتی ہے جو لوگ وظیفہ کے وقت ایک ہاتھ میں لٹکا لیتے ہیں مگر ظاہر میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی نہایت ہی دور دراز فاصلہ سے دیگر تمام سیاروں کے دائروں کو نیچے اوپر سے قطع کرتے ہوئے بخط مستقیم آفتاب کے جانب آتے ہیں اور جب آفتاب کے قریب پہنچتے ہیں یا اس کی سطح سے ٹکراتے ہیں تو پھر بحرکت بازگشت فوراً واپس ہوتے ہیں۔ اور دوڑتے ہوئے فضا میں غائب ہوجاتے ہیں۔ اور سال ہا سال کے بعد پھر اسی حرکت سے آتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اور نیز ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ جب وہ اپنی رفتار میں کسی سیارہ کی فضا میں داخل ہوتے ہیں تو اس کشش ثقل کے سبب اپنے اصلی خط رفتار کو چھوڑ کر اس کی طرف جھک جاتے ہیں غرض ان کی رفتار دیگر سیاروں کی باقاعدہ گردش کے مقابل میں نہایت ہی بے ڈھنگی اور بدنما ہے اور اگر کوئی شخص نظام شمسی کے پرے کسی ایسے مقام پر کھڑا ہو جہاں سے وہ تمام نظام کو دیکھ سکے تو وہ بے ساختہ کہہ اٹھیگا کہ جب تک یہہ دم دار ستارے اس نظام میں داخل ہیں اس انتظام میں ہمیشہ ابتری رہے گی اور اس کو عمدہ اور قابل تعریف کہنا بیجا ہوگا یہی منظر ہم کو نظام مدرسہ میں نظر آجایا کرتا ہے جب اتفاق سے کوئی ایسا شخص جماعت میں داخل کرلیا جاوے جو اس جماعت کے ساتھ چلنے کی قابلیت نہ رکھتا ہو وہ لوگ دیگر طلباء کی طرح استاد کی قابلیت اور ضابطہ کے زیر اثر ہوکر ہرگز باقاعدہ گردش یا آمد و رفت قایم نہیں رکھ سکتے بلکہ کبھی حد سے زیادہ جوش کے ساتھ غیر معمولی تیزی سے استاد کی طرف آتے ہیں اور پھر اسکی حرارت علم اور نور عقل کو اپنی برداشت سے باہر دیکھ کر ضابطہ کے خطوں کو توڑتے ہوئے واپس بھاگ جاتے ہیں اور طویل غیرحاضری کے بعد پھر اسی تیزی سے استاد کی جانب آتے ہوئے نظر پڑتے ہیں اور جو نور کتابوں کی شکل میں دوسرے طلباء کے لئے ہالہ جیسا خوشنما نظر آتا ہے اس کا نشتارہ ان کی پشت پر ایک فضول دم سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا اور جس طرح دم دار ستارہ دوسرے سیاروں کے محور میں آکر اور ان کی طرف متوجہ ہوکر نظام میں ابتری ڈالنے کا باعث ہوتا ہے اسی طرح یہہ لوگ شوقین طلباء کے طرف مایل ہوکر اکثر اپنی فضول حرکات سے اُن کے نظام میں خلل ڈالنے کا باعث ہوتے ہیں اور ان دونوں کی تشبیہہ ایک اور وجہ سے بھی قوی ہوتی ہے کہ سابقہ ہیئت دانوں کے نزدیک دم دار ستارے سیاروں کے قسم میں شمار نہ ہوتے تھے بلکہ ان کو زمین کا بخار سمجھا جاتا تھا اور نظر سے غائب ہوجانے پر خیال کیا جاتا تھا کہ وہ بخار تحلیل ہوگیا جس کے برخلاف موجودہ "اسٹرانومی" نے اُن کو بھی سیارہ مانا ہے اور ان کی رفتار کا ضابطہ ثابت کیا ہے اسی طرح سابقہ طرز تعلیم میں بھی ایسے بد شوق اور نالائق لڑکوں کو طلبا کی فہرست سے خارج سمجھ کر طلبا کی جماعت اور ان کی آمیزش سے پاک رکھا جاتا تھا اور آج کل فیس دینا اور رجسٹر میں نام لکھوانا طالب علم بننے کے لئے کافی سمجھ کر ایسے لوگوں کو اس معزز گروہ میں شامل کرلیا گیا ہے بلکہ عام تعلیم کے عذر نے ان کو اس گروہ کا ایک ممتاز رکن بنا دیا ہے مگر حضرات آگے چل کر تشبیہ میں نقص پیدا ہوتا ہے کیونکہ دم دار ستاروں کی نسبت خیال ہے کہ یہہ کسی دور کی فضا اور کسی اور یونیورس (جہاں) میں سے حرارت اور قوت لاکر اس نظام میں داخل کرتے ہیں حالانکہ یہہ وصف نالائق طلبا میں ہرگز نہیں اور انکی وجہ سے کوئی بہتری مدرسہ کے حالات میں پیدا نہیں ہوتی اور اگر کھینچ تان کر ان کی فیس کی آمد اور ان کے سرپرستوں کی خوشنودی کو مدرسہ کے لئے ایک غیبی امداد سمجھا جائے جیسی دم دار سیاروں کی حرارت اور قوت سے پہنچتی ہے تب بھی یہہ ایسی ناخوشگوار امداد ہے جو کسی طرح نظام کے خلل اور نقص کا کفارہ نہیں ہوسکتی اور جب تک ایسے طلباء اور ایسی امداد کا وجود اس نظام میں رہیگا نظام مدرسہ ہرگز عمدہ اور قابل تعریف نہیں ہوسکتا اور نئی تعلیم وہ نتائج پیش پیدا کرسکتی جو پرانی تعلیم کے ساتھ مخصوص تھے۔

علوی نظارہ

لکھنؤ میں نجوم کے متعلق ایک نئی بات دیکھی گئی۔

کہ عطارد کرۂ آفتاب پر ہوتا ہوا گذرا اسٹر رگیگ اور کچھ لوکل عطائی منجموں نے یہہ کیفیت دیکھی ایک سفید چادر پر آفتاب کا عکس جوڈالا گیا تو عطارد گزرتا ہوا صاف دکھائی دیا چار بجے ایک منٹ شام کو اس ستارہ کا دور شروع ہوا تھا اور ایک پل میں وہ آفتاب پر آگیا اور گذرتا رہا تا آنکہ آفتاب اس قدر



نیچا ہو گیا کہ معلوم نہ ہوتا تھا اس کے علاوہ لوگوں نے دیکھا کہ آفتاب میں بڑے بڑے طوفان اٹھ رہے ہیں جن کے باعث سے ہندوستان کے اس حصہ میں پانی برسنے کی کچھ توقع نہیں پائی جاتی یہہ اتنے بڑے بڑے طوفان ہیں کہ اگر کرۂ زمین ان میں گر پڑے تو جس طرح پروانہ شمع کے پاس پہنچ کر خاک ہو جاتا ہے اسی طرح کرۂ ارض خاک ہو جاوے پس ان طوفانوں کا زمین اور دوسرے سیاروں پر بہت ہی بڑا اثر ہوتا ہوگا۔ اگر آفتاب کے طوفان کے حوالے میں عطارد کو گذرتے ہوئے دیکھتے تو بہت ہی دلچسپ ہوتا یہہ تو یہاں سے دیکھنا ممکن نہ تھا۔ (نقل)

رسید زر

پادری تاراچند اجمیر	سنہ ۱۹۰۷ء	سے
پادری ایس۔ نلپ۔ گونڈا شہر	سنہ ۱۹۰۶ء	ہے
مسٹر جے جی الیگزنڈر۔ میرٹھ	سنہ ۱۹۰۷ء	۶ر
پادری اے پی کیلسو	اشتہار	ہے
مسٹر جے۔ گڈین	اشتہار	عہ
مسٹر وارث الدین		۲ر
ڈاکٹر میوریل سکاٹ		۶ر
مسٹر ای۔ ڈبلیو چیٹر	بقایا	۱۲ر
سردار اتم سنگھ سود لاہور	سنہ ۱۹۰۷ و ۸ء	سے
ڈاکٹر کالو رام اجمیر	سنہ ۱۹۰۸ء	۶ر
مسٹر ایڈیرڈ محمد شاہ پٹیالہ	اخیر اکتوبر سنہ ۱۹۰۸ء	۶ر
مس گرینفیلڈ واسطے مسٹر راوٹ	بقایا	عہ
مسٹر پی۔ پال حیدر آباد	سنہ ۱۹۰۷ء	ہے
مسٹر جی۔ ایل۔ وڈیس لودیانہ	اکتوبر سنہ ۱۹۰۸ء تک	عہ
مسٹر اے۔ ڈبلیو۔ سکاول انبالہ	دسمبر سنہ ۱۹۰۸ء	۶ر
سیکرٹری سی۔ ایم۔ ایس۔ لاہور	سنہ ۱۹۰۷ و ۸ء	سعہ
پادری سوہن لعل۔ چمبہ	سنہ ۱۹۰۸ء	۶ر
پادری آر۔ بھکویل۔ انبالہ	سنہ ۱۹۰۷ء	۶ر ۱۵
پادری اے۔ اے بلیر رڑکی	سنہ ۱۹۰۷ و ۸ء	صر
ڈاکٹر ٹیلر واسطے ڈاکٹر نیوٹن	سنہ ۱۹۰۷ء	ہے
ڈاکٹر الشیوری پرشاد واسطے پنڈت بہاری لعل	سنہ ۱۹۰۸ء	ہے
مس ای۔ مارس	سنہ ۱۹۰۷ء	ہے
پادری ٹی بومفرڈ واسطے پادری گلفرڈ	سنہ ۱۹۰۸ء	ہے
مس آر پیٹرسن نصیر آباد	سنہ ۱۹۰۵ و ۶ و ۷ء	عہ

پروفیسر ہافکین ٹیکا طاعون

پرچہ ٭ یہہ بات اچھی طرح تسلیم کی گئی ہے کہ طاعون کی خوف بیماری سے بچنے کا اگر کوئی ذریعہ علمی تجربات سے ثابت کیا گیا ہے وہ ٹیکا طاعون ہے جس کے موجد پروفیسر ہافکین صاحب ہیں۔ . . . . پروفیسر صاحب نے حال میں لنڈن کی رائل سوسائٹی آف میڈیسن میں ایک لکچر سنایا ہے جو انسداد طاعون کی تدابیر سے تعلق رکھتا تھا۔ آپ نے یہہ بات قطعی طور پر ظاہر فرمائی ہے کہ طاعون سے ڈس انفکشن کا کچھ بھی تعلق بلاواسطہ نہیں ہے واقعہ بدبو اور دیمک سے لاکھ صفائی کی جائے اور ڈس انفکشن کی کوشش میں لاکھ تدابیر سے کچھ کسر نہ رکھی جائے لیکن اس سے طاعون سے بچاؤ ناممکن ہے۔ یہہ ایسی خوفناک بیماری ہے کہ ڈس انفکشن پر تقریباً لگاتی ہے اور حق یہہ ہے کہ گذشتہ وبائی ایام میں کئی موقعوں پر دیکھا گیا ہے کہ باوجود حد درجہ کی ڈس انفکشن کے مرنے والے مر گئے۔ کئی لوگ جو غلیظ اور بدبودار مکانوں میں رہتے تھے بچ گئے اور کئی لوگ جن کے مکان بخوبی ڈس انفکٹڈ تھے لقمہ طاعون ہو گئے۔

دوسری بات چوہوں کی تباہی اور بربادی ہے اور پروفیسر ہافکین صاحب کے نزدیک ہر چند یہہ تدبیر عمدہ ہے لیکن یہہ بھی موثر نہیں سمجھی جا سکتی ہے۔

مگر پروفیسر صاحب کی رائے میں یہی ٹیکا طاعون ہے جس کو انگریزی ڈاکٹری کی اصطلاح میں انوکیولیشن کہتے ہیں۔ یہ علاج بھی اسی صورت میں مفید ہو سکتا ہے کہ تندرستی کے زمانے میں کرایا جائے۔

پادری ای۔ ایم ویری صاحب ڈی۔ ڈی اڈیٹر و مینجر نور افشاں کے لئے لودیانہ مشن سٹیم پریس میں زیر اہتمام وائیلی برادرز کے چھپا۔